OPEN ACCESS
RUSHD
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Lahore Insititute for Social Sciences, Lahore.*

ISSN (Print): 2411-9482
ISSN (Online): 2414-3138
Jan-June-2023
***Vol:* 4, *Issue:* 1**
journalrushd@gmail.com**Email:**
OJS: https://rushdjournal.com/index

Tooba Khalid Noori[1]

Dr. Sabiha Abdul Quddus[2]

اسلام میں اکل وشرب کی حلت وحرمت کی مصالح

Benefits of the Permissibility and Prohibition of Eating and Drinking in Islam

Abstract

Islam consists of a comprehensive system of beliefs, worship, society, economy and ethics. He has also given humans a clear system of food and drink, which is very comprehensive, balanced, pure and sophisticated. Islam has given formal education to its followers on halal and haram and also considers halal as the basis of faith and piety, acceptance of prayers and closeness to Allah. Therefore, there are clear teachings in the Qur'an and Sunnah about this important issue, and the jurists of Islam have made it easier for the Ummah by setting the rules and regulations of halal and haram. Food is a human need, but if a person takes care of the halal and haram in fulfilling this physical need, then this need becomes his worship, but human nature wants food to be tasty and delicious, water to be sweet and pleasant. Heavenly religions have taken great care of these subtle emotions and feelings of human beings, so they have

1 M.Phil. scholar, Department of Islamic Studies, The Women University Multan
2 Lecturer, Department of Islamic Studies, The Women University Multan

made halal in foods, which are called Tayyabat, so that along with the nutritional needs, the natural emotions of the human beings and the satisfaction of the aesthetic tastes are halal. may be possible in order to achieve this satisfaction, Shariat has laid down some rules which are very important to follow.

Key words: Foodstuffs, Reconciliation, Physical need, Survival, Rules and Regulations.

تمہید

اللہ تعالی نے انسان کے اکل و شرب کا خصوصی طور پر اہتمام کیا ہے۔اس کے ساتھ اسے ایک ایسی قوت و طاقت، عقل و شعور بھی عطا کیا ہے جس کی بدولت وہ اچھے برے میں فرق کر سکتا ہے۔لیکن چونکہ بنی نوع انسان میں ہر کوئی اپنی عقل ولیاقت میں برابر نہیں ہے، اس لئے شریعت نے انسانوں کے لیے مضر صحت اور فائدہ مند اشیاء کو واضح فرق کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔نباتات میں حلال اور طیب کی شرط کے ساتھ انتفاع جائز قرار دیا اور حیوانات، حشرات اور پرندوں میں سے بھی کچھ کو حلال اور باقی کو حرام قرار دیا ہے۔ اکل و شرب پھلوں کی صورت میں بھی ہوتا ہے اور لحمیات کی صورت میں بھی۔ ان لحمیات کی بدولت انسانی جسم میں پروٹین کی کمی کو پورا کیا جاسکتا ہے۔ اللہ سبحان و تعالی نے حلال حیوانات کے ذریعے اس کمی کو پورا کیا ہے۔ شریعت انسانوں کے کھانے پینے کا جو اہتمام اور انتظام کا حکم وضاحت کے ساتھ پیش کرتی ہے وہ نہایت پاکیزہ، متوازن، نفیس اور عمدہ ہے۔اسلام کے بیان کردہ نظام حلال و حرام کے اندر ایسی مصالح اور خوبیاں پنہاں ہیں جن کا انکشاف آج تک جدید سائنس مکمل حد تک نہیں کر سکی۔ اسی لئے اسلام اپنے چاہنے والوں کو باقاعدہ حلال و حرام کی تربیت دے کر ایمان و تقویٰ دعاؤں کی قبولیت اور قرب خداوندی کی بنیادوں پر حلال اشیاء کھانے کی ترغیب دیتا ہے۔بہر حال اہم مسائل کے بارے میں قرآن و سنت میں صاف اور واضح تعلیمات موجود ہیں اور فقہاء اسلام نے حلال و حرام کے اصول و ضوابط کو مقرر فرما کر امت کے لئے آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ ذیل میں کچھ ضروری اصطلاحات کی تشریح کے بعد اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ اس نظام میں موجود مصالح کی وضاحت کی جاتی ہے۔

حلال: حلال کھولنے، الگ ہونے، وجوب اور نازل ہونے کو کہتے ہیں۔

حلال وہ ہے جس کی حلت پر شریعت نے ثبوت پیش کیا ہو۔ جس پر کسی قسم کی ممانعت موجود نہ ہو۔[1]

حرام: حرام وہ ہے جس سے شریعت نے قطعی طور پر منع کیا ہو۔ اور چھوڑنے کا حکم دیا ہو۔ اور اس کا مرتکب سزا کا حقدار ہو گا۔[2]

مکروہ: مکروہ عمل ہے جس سے شریعت نے روکا ہو اور اس کے منع کرنے میں سختی موجود نہ ہو۔ مکروہ حرام کا نچلا درجہ ہے اور اس کے مرتکب شخص کو اتنی سزا نہیں ملتی جتنی کے حرام کے مرتکب کو ملتی ہے۔ لیکن شریعت کی مسلسل خلاف ورزی کرنے پر مکروہ کا مرتکب حرام کی سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔[3]

ماکولات کی حلت و حرمت اور اس کی مصالح

حلال کردہ اشیاء نا قابل شمار ہیں چنانچہ قرآن کریم میں حرام کردہ اشیاء کی فہرست دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ﴾[4]

"تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو"

اس آیت مبارکہ میں بیان کردہ پہلی تین چیزوں کی حرمت اصلی ہے اور چوتھی چیز کی حرمت حکمی ہے۔ حرمت اصلی میں موجود مصالح کی ترتیب وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

مردار: جو جانور یا پرندہ اپنی موت آپ مر جائے وہ مردار ہے۔ اسلام میں مردار کا کھانا حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس کو استعمال میں لانے کی بجائے ضائع کرنے میں خدا نے انسان کے لیے جو مصلحت پوشیدہ رکھی ہے اور اس کی

---

1. الجرجاني، علي بن محمد بن علي، التعريفات (بيروت: طبع دار الكتاب العربي، 1405 ھ)، 1: 124.
Al-Jurjani, Ali ibn Muhammad ibn Ali, Al-Ta'rifat (Beirut: Dar al-Kitab al-Arabi, 1405 H), 1: 124
2. أبو يحيى، زكريا محمد بن زكريا، الحدود الأنيقة والتعريفات الدقيقة (بيروت: دار الفكر المعاصر، طبعة 1411 ھ)، 1: 76.
Abu Yahya, Zakaria Muhammad ibn Zakaria, Al-Hudud al-Aniqah wa al-Ta'rifat al-Daqiqah (Beirut: Dar al-Fikr al-Mu'asir, 1411 H), 1: 76.
3. الجرجاني، علي بن محمد بن علي، التعريفات، 1: 293
Al-Jurjani, Ali ibn Muhammad ibn Ali, Al-Ta'rifat, 1: 293
1. القرآن الحكيم، 5: 3
Al-Quran al-Hakim, 5:3

تحریم کی وجوہات قرآن و سنت کی تفسیر و تشریح اور اہل دانش کی باتوں سے پتہ چلتی ہیں۔

1. اہل فکر مردار کا گوشت کھانا انسانوں کے شایان شان کے قابل نہیں سمجھتے ہیں کیونکہ انسانی فطرت مردار جانور کے گوشت سے نفرت کرتی ہے اور ذبح کیے گیے جانور کا گوشت کھانا پسند کرتی ہے۔
2. کسی بھی کام میں انسان کا ارادہ اور کوشش کا دخل ہونا ضروری ہوتا ہے۔ یہی معاملہ مردار کا ہے کہ اس میں ارادہ اور کوشش شامل نہیں ہوتی، اللہ تعالی کو بھی یہ بات پسند نہیں ہے کہ اس کا بندہ کوئی ایسی چیز کھائے جس کو حاصل کرنے کا ارادہ نہ کیا ہو۔
3. مردار جانور کا گوشت کھانے سے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ بھی موجود رہتا ہے کہ اس کی موت کی وجہ کوئی بیماری، حادثہ، شدت ضعف یا پھر زہریلی نباتات کھانا ہے۔ ان تمام صورتوں میں مردہ جانوروں کا گوشت کھانا ضرر کا باعث ہے۔
4. اللہ تعالی جیسے انسانوں کو اپنی رحمت سے نوازتے ہیں اسی طرح رحمت کے حق دار جانور بھی ہیں۔ مردار جانوروں کے گوشت کی حرمت اس وجہ سے بھی ہے کہ انسان اپنے بیمار جانوروں کو ضائع نا کریں ان کو مرنے کے لیے نا چھوڑیں بلکہ ان پر رحم کرتے ہوئے انکا علاج کروائیں یا پھر انکو جلد ہی ذبح کر کے آرام پہنچائیں۔

خون: خون سے مراد سرخ رنگ کا وہ مادہ ہے جو ہر جاندار جسم کی رگوں میں گردش کرتا ہے۔ اور اسی پر جاندار کی زندگی کا دارومدار ہے۔ شرعی طور پر خون کی دو قسمیں ہیں۔ بہنے والا خون (دم مسفوح) اور غیر بہنے والا خون (دم غیر مسفوح)۔ سورۃ مائدہ، سورۃ نحل اور سورۃ بقرۃ میں خون کے مطلقاً حرام ہونے کا ذکر موجود ہے جبکہ سورۃ الانعام میں خون کے ساتھ مسفوح کی قید لگائی گئی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ صرف وہی خون ناپاک اور حرام ہے جو بہنے والا ہو گا۔ اور سورۃ مائدہ، سورۃ نحل اور سورۃ بقرۃ میں مذکور خون کے ساتھ یہ شرط موجود ہے کہ وہ بہنے والا ہو اور رگوں سے جدا ہو۔ خون کو اسلام کی طرح دوسرے الہامی مذاہب میں بھی حرام قرار دیا گیا ہے، اس کی بھی بے شمار وجوہات ہیں:

1. خون چاہے حلال جانور کا ہو یا حرام جانور کا نجس ہی سمجھا جاتا ہے اور انسانی طبیعت پاکیزہ ہوتی ہے اس لیے وہ نجس اشیاء سے نفرت کرتی ہے۔ اس لئے خون کا استعمال حرام ہے۔

2. خون کے استعمال سے نقصان کا اندیشہ برقرار رہے گا کہ انسانی جسم کسی تکلیف یا بیماری کا شکار نا ہو جائے۔
3. خون کے حرام کرنے کی ایک اور وجہ انسان کی خونخوار درندوں مشابہت کا خاتمہ بھی ہے۔ کیونکہ خونخوار درندے خون اور مردار گوشت کھاتے ہیں۔ اس لیے حرام کرکے انسان کی بزرگی کو برقرار رکھا گیا ہے۔

خنزیر: ڈاکٹر رسل لکھتے ہیں: عام خوراک سے پیدا ہونے والی چھ بیماریوں میں سے تین بیماریاں خنزیر کے گوشت کے استعمال سے ہوتی ہیں۔ جس کی وجہ یہ کہ خنزیر انتہائی غلاظت پسند جانور ہیں۔ یہ کوڑا کرکٹ، پاخانہ اور گلا ہوا گوشت بھی کھانا پسند کرتے ہیں، یہ جانور جو بھی غلاظت کھاتے ہیں وہ غلاظت ان کے جسم کا حصہ بن جاتی ہے۔ جس کی وجہ جسم چربی سے بھر جاتا ہے۔ خنزیر کے گوشت خاص طور پر اس کی چربی میں ایک زہریلا مادہ پایا جاتا ہے جس کی وجہ معدہ کا تیزابی ہونا ہے۔ کیونکہ یہ بہت زیادہ کھاتے ہیں اسی وجہ سے معدہ میں تیزاب کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے اور معدہ کی دیواریں پتلی ہو جاتی ہیں اور تمام قسم کے کیڑے، وائرس اور بیکٹیریا معدہ سے با آسانی گزر جاتے ہیں۔ یہ واحد میملیا جانور ہے جس کو پسینہ نہیں آتا اور پسینے کے ذریعے نکلنے والا فاسد مادہ اس کے جسم میں ہی رہتا ہے۔ یہ کیڑے زہریلے اور بیماری پھیلانے والے ایجنٹ ہوتے ہیں، جو خنزیر کا گوشت کھانے والے انسانوں میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ بعض محققین کا کہنا ہے کہ خنزیر کا گوشت لگاتار کھانے سے انسان میں غیرت ختم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ خنزیر کی حرمت کی جو وجوہات سامنے آتی ہیں وہ یہ ہیں

- خنزیر کی حرمت نص قرآنی سے ثابت ہے جو اس کی حرمت کا سب سے بنیادی سبب ہے۔
- خنزیر نجس العین ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم سے لے کر خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تک کے لیے خنزیر کو حرام قرار دیا گیا ہے۔
- خنزیر کی عادات ذمیمہ اس کے کھانے والوں میں بھی پائی جاتی ہیں۔ پھر وہ اس جانور کے مثل زندگی گزارنے لگتے ہیں۔

اس کی حرمت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ بعض اقوام کو مسخ کرکے خنزیر کی شکل دی گئی تھی۔ اور ایسا جانور خبیث کہلاتا ہے۔

چربی: اہل کتاب کو چربی کے بارے میں بارے میں سختی سے تاکید کی گئی ہے کہ ان پر چربی اسی طرح حرام ہے جیسے خون کو حرام کیا گیا ہے۔ مگر اسلام میں حلال جانوروں کی چربی سے انتقاع جائز ہے مگر مردار جانوروں کی چربی نا تو کھاسکتے ہیں اور نا ہی استعمال کرسکتے ہیں۔ چربی کھانے کی ممانعت انسانی صحت کو مدنظر رکھتے ہوئے کی گئی ہے۔ کیونکہ اکثر اوقات دل کی بیماریاں چربی کی وجہ سے ہوتی ہیں کیونکہ چربی کی وجہ سے شریانیں بند ہو جاتی ہیں جو دل کی بیماری کا سبب بنتی ہیں جس سے موت یقینی ہو جاتی ہے۔ اسی تکلیف سے بچانے کے لیے چربی کی ممانعت کی گئی ہے۔

مختلف انواع کے جانوروں کی حلت وحرمت اور اس کی مصالح

تعلیمات قرآنی کے مطابق اللہ تعالی نے ہر ذی روح کی افزائش پانی سے فرمائی۔ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں تو کچھ دو پاؤں پر اور کچھ چار پاؤں پر چلتے ہیں پھر ان پیدا کردہ جانوروں میں سے بعض کھانے کے لائق ہیں اور بعض کھانے کے لائق ہرگز نہیں ہیں۔ کچھ ایسے جانور بھی بنائے ہیں اگر ان کو کھایا جائے تو اس کے اثرات انسان کے تزکیہ نفس پر پڑتے ہیں۔ ذیل میں مختلف قسم کے ماحول میں موجود مختلف انواع کے ان جانوروں کی حلت وحرمت کی مصالح پیش خدمت ہیں جن کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں آگاہی قرآن وسنت اور فقہاء کے اجتہادات سے ہوتی ہے۔

چوپائے: ایسے جانوروں کو کہتے ہیں جن کے چار پاؤں ہوتے ہیں۔ یا کھر اور ٹاپ والے جانور جیسا کہ اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری وغیرہ۔ عربی میں چوپائے کے لیے لفظ "انعام"[1] استعمال ہوا ہے جو جمع ہے "نعم" کی۔ انہیں انعام کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ جانور انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے بے حساب احسانات وانعامات کا مظہر ہیں۔ ان کی وجہ سے مال میں بڑھوتری ہوتی ہے جبکہ ان کی افزائش نسل خیر وبرکت کا موجب ہے۔ ان سے حاصل ہونے والا دودھ، اون، بال اور دیگر عمومی منفعتیں اللہ تعالیٰ کے انعامات کا مظاہر ہیں۔

چوپاؤں کی دو اقسام ہیں:

1. سبزی خور
2. گوشت خور

1. القرآن الحکیم، 24:10

Al-Quran al-Hakim, 10:24

سبزی خور: وہ جانور جو صرف سبز چارہ کھاتے ہیں جیسا کہ گائے، بیل، بکری، بھیڑ، بھینس، اونٹ، غزال، بارہ سنگھا، گھوڑا اور ان سے ملتے جلتے جانور سب حلال ہیں سوائے گھریلو گدھے اور خچر کے۔ان جانوروں کے حلال ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے کچلی والے دانت نہیں ہوتے اور ان کا شمار درندوں میں بھی نہیں ہوتا۔

اور ارشاد ربانی ہے:

﴿اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ﴾[1]

"تمہارے لئے چارپائے جانور(جو چرنے والے ہیں)حلال کر دیے گئے ہیں۔"

مذکور جانور اجماعی طور پر حلال ہیں ان میں سے کچھ قربانی کے لیے بھی مخصوص ہیں۔

گوشت خور(وحشی جانور): جمہور فقہاء کے نزدیک وحشی جانوروں میں جو شکاری جانور اپنے دانتوں سے شکار کرتے ہیں، مثلاً شیر، چیتا، بلی، کتا، لومڑی، گیڈر، بھیڑیا، جنگلی خنزیر، چھچھوندر، ریچھ، مونگے، ہاتھی، سانڈ، نیولا اور تمام درندے حرام ہیں۔ اور مشتبہ جانور جن کی حلت و حرمت پر شک ہو ان کو اِن سے ملتے جُلتے جانوروں سے ملایا جائے گا جو اُن کے احکام ہوں گے وہی اِن کے ہوں گے۔شریعت کے لحاظ سے گوشت خور جانو کی حرمت کا قاعدہ یہ ہے کہ جو جانور اکیلا شکار کرتا ہو وہ حرام ہے، جیسا کہ شیر، لومڑی، گیدڑ، بچھو، کتا وغیرہ۔ اونٹ اکیلا تو ہوتا ہے لیکن وہ شکار نہیں کرتا، لہذا وہ اس حکم میں شامل نہیں ہے۔شرعی حکم ان کا یہ ہے کہ یہ تمام وحشی جانور حرام ہیں۔ وجہ حرمت یہ ہے کہ یہ سب اپنے پنجوں سے شکار کرتے ہیں، اپنے شکار کو چیر پھاڑ دیتے ہیں، اور مردار کھاتے ہیں۔

چنانچہ علامہ زحیلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اور ہر ذی ناب درندوں اور پنجوں سے شکار کرنے والے پرندوں کے علاوہ جانوروں کا کھانا جائز ہے جیسے ہرن، نیل گائے اور ہر طرح کے جنگلی گدھے جیسے پہاڑی بکرا اور نیل گائے وغیرہ، اس لئے کہ یہ پالتو بکرے کی طرح ہے اور طیبات یعنی حلال جانوروں سے ہیں۔"[2]

---

1. القرآن الحكيم، 5: 1

Al-Quran al-Hakim, 5:1

1. الزحيلي، وهبة بن مصطفى، الفقه الإسلامي وأدلته للزحيلي (دمشق: دار الفكر، س-ن)، 4: 2798.

Al-Zuhayli, Wahba bin Mustafa, al-Fiqh al-Islami wa Adillatuhu li al-Zuhayli (Dimashq: Dar al-Fikr), 4: 2798

حشرات الارض

حشرات کے لغوی معنی ہیں چھوٹے قسم کے جانور جو زمین پر پائے جاتے ہیں۔[1] لغوی اور اصطلاحی طور پر حشرات سے مراد وہ تمام کیڑے اور چھوٹے جانور ہیں جن میں چاہے بہنے والا خون موجود ہو یا نہ ہو۔ حشرات کا کھانا اس صورت میں حلال ہے جب تک ان کی حرمت پر کوئی نص قرآنی یا دلیل قائم نہ ہوئی ہو اس حوالے سے فقہاء نے چند اصول مقرر کیے ہیں۔ جن حشرات کے حلال ہونے پر نص موجود ہے تو وہ حلال تصور کیے جائیں گے اور جن حشرات کے حرام ہونے پر نص موجود ہو وہ حرام تصور کیے جائیں گے۔ جیسا کہ ٹڈی کے حلال ہونے کے بارے میں نص موجود ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"احلت لنا میتتان، الحوت والجراد"[2]

"ہمارے واسطے دو مردار حلال کئے ہیں یعنی مچھلی اور ٹڈی۔"

لہذا ٹڈی کی حلت پر سب کا اتفاق ہے۔ جن حشرات کی حلت و حرمت پر کوئی نص موجود نہ ہو اس پر طیب اور خبیث کا قانون لاگو ہو گا جو حشرات طیب ہیں ان کا شمار حلال جانوروں میں ہو گا اور جو حشرات خبیث ہیں ان کا شمار حرام جانوروں میں ہو گا۔ جن حشرات کو مارنے کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کا کھانا حرام ہے اور جن جانور حشرات کو مارنے سے منع کیا گیا ہے ان کا کھانا بھی حرام ہے۔ کیونکہ اگر ان حشرات کا کھانا مباح ہو تا تو قتل کرنے کی ممانعت موجود نہیں ہوتی۔ کیونکہ کسی بھی جانور یا حشرات کو قتل کیے یا ذبح کیے بغیر کھانا ممکن نہیں۔[3] ایک حدیث مبارکہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

2. ابن منظور، أبو الفضل، جمال الدين محمد بن مكرم بن علي الأفريقي، لسان العرب (بيروت: دار صادر، 1414 ه)، 4: 191.

Ibn Manzur, Abu al-Fadl, Jamal al-Din Muhammad bin Mukarram bin Ali al-Afriqi, Lisan al-Arab (Bayrut: Dar Sader, 1414 H), 4: 191

3. ابن ماجة، أبو عبد الله بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجة (بيروت: دار الفكر، س-ن)، كتاب الصيد، باب صيد الحيتان والجراد، رقم الحديث: 3218.

Ibn Majah, Abu Abdullah bin Yazid al-Qazwini, Sunan Ibn Majah (Bayrut: Dar al-Fikr), Kitab al-Sayd, Bab Sayd al-Huytan wal-Jarad, Hadith number: 3218

1. الجصاص، أحمد بن علي أبو بكر الرازي، أحكام القرآن (بيروت: دار أحياء التراث العربي، 1405ه)، 4: 181.

Al-Jassas, Ahmad bin Ali Abu Bakr al-Razi, Ahkam al-Quran (Bayrut: Lebanon, Dar Ahya' al-Turath al-Arabi), 4: 181

"خمسٌ من الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ، يُقْتَلنَ في الحَرَمِ: الغرابُ، وَالحِدَأَةُ، وَالعَقْرَبُ، وَالفَأْرَةُ، وَالكَلْبُ العَقُورُ "[1]

"پانچ جانور موذی یعنی تکلیف دینے والے ہیں ان کو حرم میں بھی قتل کیا جاسکتا ہے کوا، چیل، بچھو، چوہا اور کاٹنے والا کتا۔"

حشرات پر طیب اور خبیث کا اطلاق

تمام فقہاء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ طیب اور خبیث حشرات کے معاملے میں اچھے عادات اور اخلاق کے حامل لوگوں کے ذوق کا یقین کیا جائے گا۔ کہ جن حشرات سے وہ لطف اٹھاتے ہیں وہ استطابت میں شمار ہوں گے باقی سب استخبات میں۔[2] اس بارے میں ایک قول یہ ہے کہ اگر ذوق کی بنا پر طیب اور خبیث مانا جائے گا تو اس کے لیے اہل عرب کے ذوق کو مد نظر رکھا جائے گا۔[3] کیونکہ اسلام کا آغاز اور اولین مخاطب عرب ہی ہیں۔[4] شوافع نے اسی قول کو پسند کیا ہے۔ جبکہ جمہور علماء اور فقہاء احناف کا کہنا ہے کہ عرب اور غیر عرب کے ہر علاقے کے سلیم الطبع اور معتدل مزاج لوگوں کے ذوق کا خیال رکھا جائے گا۔ ابو بکر جصاص[5] اور ابن تیمیہ[1] نے

---

2. البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول اللهﷺ وسننه وأيامه، صحيح البخاري (بيروت: دار طوق النجاة، 1422هـ)، رقم الحديث: 1829.

Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail bin Ibrahim bin al-Mughira, al-Jami al-Musnad al-Sahih al-Mukhtasar min Umur Rasul Allah (Bayrut: Dar Tawq al-Naja, al-Taba'a al-Ula), 3:13, Hadith number: 1829.

3. أبو عبد الله، محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي، مفاتيح الغيب/التفسير الكبير (بيروت: دار الكتب العلمية، 1420هـ)، 11 : 290.

Abu Abdullah, Muhammad bin Umar bin al-Hasan bin al-Hussein al-Taymi, Mafatih al-Ghayb/Al-Tafsir al-Kabir (Dar al-Kutub al-Ilmiyya, Bayrut), 11:290.

4. الشافعي، أبو عبد الله محمد بن إدريس، الأم (بيروت: دار المعرفة، 1990م)، 2: 271.

Al-Shafi'i, Abu Abdullah Muhammad bin Idris, Al-Umm (Bayrut: Dar al-Ma'arifa, 1990), 2: 271

5. النووي، أبو زكريا، محي الدين، يحيى بن شرف، المجموع شرح المهذب (دمشق، دار الفكر، س-ن)، 9: 26.

Al-Nawawi, Abu Zakariya, Muhyiddin, Yahya bin Sharaf, Al-Majmu' Sharh al-Madhhab (Dimashq: Dar al-Fikr, Suriya), 9: 26

1. الجصاص، أحمد بن علي أبو بكر الرازي، أحكام القرآن، 4 :191.

Al-Jassas, Ahmed bin Ali Abu Bakr al-Razi, Ahkam al-Quran (Bayrut: Lebanon, Dar Ihya' al-Turath al-Arabi), 4: 191

اسی قول کو قبول کیا ہے کیونکہ شریعت نے اپنے خطاب میں امت کے ہر طبقہ کو مخاطب کیا ہے۔

پرندے

پرندوں کی دو اقسام ہیں:

پنجے سے شکار کرنے والے: ہر پرندہ جو پنجے سے شکار کرتا ہے، شریعت کی رو سے وہ حرام ہے۔ مثلاً عقاب، چیل، شکرا، کوا، ابابیل، ھدھد، چمگادڑ اور باز وغیرہ۔ حلال و حرام کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے اپنی حدیث میں اصول بیان فرمائے ہیں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"عن ابن عباس قال نہی رسول الله ﷺ عن كل ذي ناب من السباع. وعن كل ذي مخلب من الطير. "[2]

"ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہر کچلی والے درندے اور ہر ایک پنجے (سے والے پرندے سے منع فرمایا ہے۔"

پنجے سے شکار نہ کرنے والے: پالتو پرندے مثلاً مرغی، بطخ، کبوتر، شتر مرغ، مینا، تیتر، سارس، حریل، دھنیر، تلیر، بٹیر، چڑیا، مرغابی وغیرہ یہ پنجوں سے شکار نہیں کرتے ہیں لہذا ان کا گوشت حلال ہے۔ مفتی محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ حلال و حرام کا ایک قانون بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"پرندوں کے بارے میں ایک استقرائی قانون یہ بھی ہے کہ جن پرندوں کی چونچ مڑی ہوئی ہوتی ہے سوائے طوطے کے سب حرام ہیں۔ اسی طرح وہ پرندے جن کی چونچ سیدھی ہوتی ہے سوائے کوے کے وہ سب حرام ہیں۔"[3]

---

2. ابن تيمية، تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم الحراني، مجموع الفتاوى (بيروت: دار الكتاب العربي، 1995ء)، 17: 179.

Ibn Taymiyyah, Taqi al-Din Abu al-Abbas Ahmad bin Abdul-Halim al-Harrani, Majmu al-Fatawa (Bayrut: Lebanon, Dar al-Kitab al-Arabi), 17: 179.

3. مسلم بن حجاج، الصحيح، باب تحريم أكل كل ذي ناب من السباع وكل ذي مخلب من الطير، رقم الحديث: 4994.

Muslim bin Hajjaj, Al-Sahih, Bab Tahrim Akli Kulli Dhi Nabin Min Al-Sibaa' wa Kulli Dhi Makhlab Min Al-Tayr, Hadith number: 4994

1. فتاوٰی نوریہ، دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور، اوکاڑہ، 3: 381۔

Fatawa Nooriyah, Darul Uloom Hanfia Fareediya (Baserpur, Okara), 3:381

آغا سید جاوید رضوی فرماتے ہیں کہ:

ہر وہ پرندہ جو اڑتے وقت اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتا کم ہو اور ساکن زیادہ رکھتا ہو، اور اس کے پنجے بھی ہوں تو وہ حرام ہوتا ہے۔ اور وہ پرندے جو اڑتے وقت اپنے پروں کو زیادہ پھڑ پھڑاتے ہیں اور ساکن کم رکھتے ہیں وہ حلال ہیں۔ اسی طرح حرام پرندوں کو حلال پرندوں سے ان کی پرواز کی وجہ سے پہچانا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر کسی پرندے کی پرواز معلوم نہ ہو اور وہ پرندہ پوٹا، سنگدانہ اور پاؤں کی پشت پر کانٹا رکھتا ہو تو وہ حلال سمجھا جائے گا۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی علامت موجود نہ ہو تو وہ پرندہ حرام ہو گا۔

برمائی جانور

اس سے مراد ایسے جانور ہیں جو خشکی اور تری دونوں جگہ پر رہتے ہیں۔ یعنی دو طرح کی زندگی گزارتے ہیں۔ ان میں مگرمچھ، کچھوا، کیکڑا، مینڈک اور سانپ ہیں۔

کیکڑا: دیگر سماوی ادیان کی طرح اسلام میں بھی کیکڑے کے بارے میں قرآن اور حدیث کی روشنی میں کوئی واضح احکامات موجود نہیں مگر کیکڑے کی ساخت اور فوائد و نقصانات کی بنیاد پر جدید اسلامی فقہا کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ زیادہ تر فقہا کی رائے یہ ہے کہ کیکڑے کو کھانا حرام ہے۔ اسکی وجہ کیکڑے کا نجس اور مضر ہونا ہے۔ مگر امام مالک اور امام شافعی نے کیکڑے کو حلال قرار دیا ہے۔[1] اسکی مصلحت اس طرح بیان کرتے ہیں کیکڑا کھانے سے کمر درد کے لیے نفع بخش، سل کی بیماری میں شفایاب اور بینائی کو تقویت دینے میں مفید سمجھا جاتا ہے مزید براں کیکڑے کو اگر تیر لگے زخم پر رکھ دیا جائے تو اسکی نوک کا باہر نکال دیتا ہے۔

مگرمچھ: یہ پانی کا جانور ہے مگر کچھ وقت کے لیے خشکی پر بھی رہتا ہے، اور چلتا پھرتا ہے۔ علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مگرمچھ شکل و صورت میں گوہ کی صورت رکھتا ہے۔ مگرمچھ تمام پانی والے جانوروں میں نہایت عجیب و غریب شکل رکھتا ہے۔ مگرمچھ کے ساٹھ دانت کچلی والے ہوتے ہیں، اسکی ساٹھ رگیں ہوتی ہیں، ساٹھ بار جفتی کرتا ہے، ساٹھ انڈے دیتا ہے اور ساٹھ سال ہی زندہ رہتا ہے۔ یہ گوشت خور جانور ہے جو مچھلیاں، مینڈک اور آبی پرندوں

---

2. سلیم احمد، حلال و حرام چوپائے، ناشر: مکتبہ راہ اسلام حمید منزل سفید مسجد دیوبند، یو پی، 2001ء۔
Saleem Ahmad, "Halal o Haram Chopaaye" (UP: Nasher: Maktaba Rah-e-Islam, Hameed Manzil, Safed Masjid, Deoband, 2001)

کا شکار کرتا ہے۔ مگرمچھ کی حرمت کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ مگرمچھ کا کھانا حرام ہے۔ وجہ حرمت اس کا وحشی ہونا ہے، اس لیے کہ مگرمچھ کا شمار پانی کے وحشی جانوروں میں ہوتا ہے۔ اور وحشی جانور اپنی غذا کو دانتوں کے ذریعے نوچ نوچ کر کھاتے ہیں۔[1] جس طرح خشکی کے وحشی جانور حرام ہیں اسی طرح پانی کے بھی وحشی جانور حرام ہیں۔

سانپ: سانپ زیادہ تر زمین میں رہتے ہیں ان میں سے کچھ بل بناتے ہیں اور کچھ پانی کے اندر رہتے ہیں۔ جبکہ بعض سانپ ایسے ہیں جو پانی اور خشکی دونوں جگہوں میں رہتے ہیں۔ حدیث مبارکہ میں سانپ کا ذکر بہت بار آیا ہے اور اس کو مارنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سنن بیہقی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

"الحیه فاسقة والعقرب فاسقة والفارة فاسقة والغراب فاسقة "[2]

"سانپ فاسق ہے، بچھو فاسق ہے، چوہا فاسق ہے، کوا فاسق ہے۔"

سانپ کا کھانا حرام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سانپ بہت زیادہ زہریلے اور تکلیف پہنچانے والے ہوتے ہیں۔ اور سانپ کے گوشت اور زہر سے بننے والی ادویات کا کھانا بھی حرام ہے۔ اور چند فقہاء کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔ سانپ کا کھانا انتہائی مجبوری کی حالت میں مردار کی طرح کھانا حلال ہے۔ اور کچھ مچھلیاں سانپ سے بہت زیادہ مشابہت رکھتی ہیں تو اس کے بارے میں یہ حکم ہے کہ ان کا کھانا حلال ہے۔

کچھوا: یہ ایک مشہور اور سست رفتار جانور ہے جو پانی اور خشکی دونوں جگہ پر رہتا ہے۔ کچھوا ہمیشہ خشکی میں انڈے دیتا ہے۔[3] کچھ انڈے خشکی پر رہ جاتے ہیں اور کچھ پانی اپنے ساتھ بہا کر لے جاتا ہے۔ جو انڈے خشکی پر رہ جاتے ہیں ان سے نکلنے والے بچے بری کچھوے کہلاتے ہیں۔ اور جو انڈے پانی میں چلے جاتے ہیں ان سے نکلنے والے بچے

---

1. السندي، علامة محمد هاشم بن عبد الغفور، فقه البستان في مسائل ذبح وصيد الطير والحيوان (بيروت: دار الكتب العلمية، 2012ء)، ص: 206.

Al-Sindi, Allama Muhammad Hashim bin Abdul Ghafur, Fiqh al-Bustan fi Masa'il Dhabh wa Sayd al-Tayr wa al-Hayawan (Bayrut: Dar al-Kutub al-Ilmiyya, 2012), p. 206

2. ابن ماجة، محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجة، رقم الحديث: 1082

Ibn Majah, Muhammad bin Yazid al-Qazwini, Sunan Ibn Majah, Hadith number: 3249

1. الدميري، محمد بن موسى بن عيسى، حياة الحيوان الكبرى (بيروت: دار الكتب العلمية، 1424ھ)، 1: 92.

Al-Damiri, Muhammad bin Musa bin Isa, Hayat al-Hayawan al-Kubra (Bayrut: Dar al-Kutub al-Ilmiyya, 1424 H), 1: 92

بحری کچھوے کہلاتے ہیں۔[1] بعض حضرات کے نزدیک کچھوا حلال جانور ہے۔ جس کی وجہ اس میں پائے جانے والے فوائد ہیں۔اس کا گوشت کھانے سے پیٹھ اور باہ کو طاقت ملتی ہے، کچھوے کے گوشت کے کباب بنا کر کھانے سے حیض آنا بند ہو جاتا ہے،اس کے خون سے بنائے گئے لیپ کو ورم والی جگہ پر لگانے سے ورم کو آرام ملتا ہے،اس کے خون کو پینے سے مرگی ختم ہو جاتی ہے۔ کچھوے سے بننے والا سرمہ نزول الماء کے لیے فائدے مند ہے۔[2] جبکہ کچھوے کی حرمت کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ علامہ بغوی رحمہ اللہ اور نووی رحمہ اللہ اپنی کتاب شرح المذہب میں فتویٰ دیتے ہیں کہ کسی بھی قسم کے کچھوے کو کھانا جائز نہیں ہے۔[3] کیونکہ کچھوے کا تعلق بھی خبائث جانوروں میں ہوتا ہے۔اس کی وجہ اس کی خوراک ہے کیونکہ کچھوا سبزی اور کائی کے علاوہ دریاؤں، سمندروں میں مرے ہوئے مردہ جانور کو بھی کھاتا ہے، جس سے اس کا شمار خبائث جانوروں میں ہوتا ہے۔اس لیے خبائث جانور قرآن کی رو سے حرام ہیں۔ اگر کوئی مسلمان حالت میں احرام میں کچھوے کو مار دے تو اس پر کوئی دم نہیں پڑتا یعنی اس کو کوئی سزا نہیں ملے گی۔

---

2. ماهر أحمد الصوفي، آيات الله في خلق الحيوانات البرية والبحرية وبعثها وحسابها (بيروت: المكتبة العصرية، 2008م)، ص: 141.

Maher Ahmed al-Sufi, Ayat Allah fi Khalq al-Hayawanat al-Barriya wa al-Bahriya wa Ba'siha wa Hisabiha (Bayrut: Al-Maktaba al-Asriyya, 2008), p. 141

3. سلیم احمد، حلال و حرام چوپایے، ص:69

Salim Ahmed, "Halal o Haram Chopaaye" P. 69

4. السندي، علامة محمد هاشم بن عبد الغفور، فقه البستان في مسائل ذبح وصيد الحيوان (بيروت: دار الكتب العلمية، 2012ء)، ص: 255.

Al-Sindi, Allama Muhammad Hashim bin Abdul Ghafur, Fiqh al-Bustan fi Masa'il Dhabh wa Sayd al-Hayawan (Bayrut: Dar al-Kutub al-Ilmiyya, 2012), p. 255

یہ اس کے خبیث ہونے پر دلالت ہے[1] کہ کچھوا حرام ہے۔[2]

مینڈک: مینڈک اچھلنے کودنے والا خشکی اور پانی کا جانور ہے۔ ان کی مختلف اقسام ہیں جن میں کچھ مینڈک جفتی سے پیدا ہوتے ہیں اور کچھ بغیر جفتی کے یعنی گندے پانی میں پیدا ہو کر پرورش پاتے ہیں۔ مینڈک کا شمار ان حیوانات میں ہوتا ہے جن میں ہڈی نہیں پائی جاتی۔ کچھ مینڈک بولنے کی قوت رکھتے ہیں اور کچھ قوت گویائی سے محروم ہیں۔ کچھ مینڈک قوت گویائی کے باوجود آگ کو دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں اور بولنا چھوڑ دیتے ہیں۔ حضرت سفیان کا ایک قول ہے کہ روئے زمین پر مینڈک سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والی کوئی چیز نہیں۔[3] اسی طرح ایک قول یہ بھی ہے کہ ایک مینڈک نے اللہ تعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے خود کو آگ میں پھینک لیا اسکی اس حرکت کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے تمام مینڈکوں کو پانی کی ٹھنڈک بطور انعام عطا فرمائی اور اس کی قوت گویائی کو تسبیح[4] کے قائم مقام بنا دیا۔ عبد اللہ بن عثمان تیمی ایک روایت نقل کی گئی ہے جو کہ انہوں نے حضور ﷺ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دواساز نے نبی کریم ﷺ سے مینڈک کو دوا میں ڈالنے کے بارے میں اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے مینڈک کو مارنے سے منع فرما دیا۔[5] اس کو ہلاک کرنے کی ممانعت کی وجہ سے مینڈک کو کھانا حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس کا شمار ان جانوروں میں سے نہیں جن کا کھانا مباح ہے۔

---

1. مفتى محمد يوسف أحمد تاڈلوي، أشرف الهداية، شرح الهداية في فصل فيما يحل أكله وما لا يحل (كراتشي: دار الإشاعت، 2009ء)، 11: 231.

Mufti Muhammad Yousuf Ahmed Tadavi, Ashraf al-Hidayah, Sharh al-Hidayah fi Fasl fi ma Yahlul Akluhu wa Ma la Yahlul (Karachi: Dar al-Isha'at, 2009), 11: 231

2. حنابلہ اور مالکیہ کہتے ہیں کہ دریائی کچھوے کو اگر ذبح کیا جائے تو وہ حلال ہو جاتا ہے البتہ خشکی والے کچھوے کو ہر طرح سے حرام قرار دینے کو ترجیح دی گئی ہے۔

3. ایضاً، ص: 81

Ibid.

4. علامہ زمخشری فرماتے ہیں کہ وہ تسبیح "سبحان الملك القدوس" ہے۔

5. أبو داود، سليمان بن أشعث السجستاني، السنن، (بيروت، دار الكتب العلمية، 1424ھ)، رقم الحديث: 5269.

Abu Dawood, Sulaiman bin Ash'ath al-Sijistani, Sunan Abu Dawood (Bayrut: Dar al-Kutub al-Ilmiyya, 1424 H), Hadith number: 5269

"ونھی رسول اللہ ﷺ عن دواء یتخذ فیہ الضفدع "[1]

ابن عدی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " لا تقتلوا الضفاد فان نقمقها" تسبیح مینڈک کو قتل نہ کرو کیونکہ اس کہ ٹرٹراہٹ میں تسبیح ہے۔[2]

بحری جانور

قرآن کریم میں بحری جانوروں کی حلت و حرمت کے بارے میں عمومی حکم جاری ہوا ہے اور پھر اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہ کے ذریعے تخصیص کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ﴾[3]

"تمہارے لئے سمندر کا شکار اور اس کا طعام حلال کیا گیا ہے۔"

آیت مبارکہ میں طعام سے مراد تمام دریائی جانور ہیں۔ لیکن ظاہری بات یہ ہے کہ اسلام میں تمام دریائی جانور مراد نہیں ہیں اور اس کے لیے اس کی تفصیل حدیث سے واضح ہوتی ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ:

"أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ, فَأَمَّا الْمَيْتَتَانِ: فَالْجَرَادُ وَالْحُوتُ, وَأَمَّا الدَّمَانُ: فَالطِّحَالُ وَالْكَبِدُ "[4]

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے ہمارے واسطے دو مردار حلال کئے ہیں: یعنی مچھلی اور ٹڈی، اور دو خون حلال کر دیے ہیں: یعنی جگر اور تلی۔"

دین اسلام میں سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردہ جانور حلال ہے۔ اسی لئے ارشاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

1. الدمیري، محمد بن موسى بن عيسى، حياة الحيوان الكبرى، 2: 377
Al-dameri, Muhammad bin moosa bin eissa, hayyat-ul-haiwan-il-kubra, 2:377
2. ابن عدی، الکامل فی الضعفاء، 4: 238
Ibn adi, alkamil fi alzufaa, 4:238
3. القرآن الحکیم، 5: 96
Al-Quran Al Hakeem 5:96
4. ابن ماجه، سنن، الكبد والطحال، 4: 431، رقم الحديث: 3314۔
Ibn Majah, Sunan, Al-Kabid wal-Tahal, p. 431, Hadith number: 3314

"هو الطَّهُورُ ماؤه الْحِلُّ مَيْتَتُهُ "[1]

"سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردہ جانور حلال ہے۔"

حدیث مبارکہ میں مردہ مچھلی سے مراد ایسی مچھلی ہے جو پانی کی گرمی یا سردی کی وجہ سے یا مچھلی کو ڈوری میں باندھ کر لٹکانے کی وجہ سے یا جال میں پھنس کر یا جگہ کی تنگی کی وجہ سے مر گئی ہو۔ ایسی مری ہوئی مچھلی حلال ہے۔ اور وہ مچھلی جو بغیر کسی کے مارے اپنے آپ مر کر پانی کی سطح پر الٹ گئی ہو وہ حرام ہے۔ شریعت اسلام میں بحری جانوروں کی حلت وحرمت کے بارے میں ایک قانون یہ بھی ہے کہ ایسے جانور جو گندگی نہ کھاتے ہوں اور جس طرح بری جانوروں کے کچلی کے دانت ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ دوسرے جانوروں کا چیر پھاڑ کرتے ہیں اسی طرح بحری جانوروں میں وہ جانور جس کے کچلی کے دانت ہوں اور دوسرے جانوروں کا چیر پھاڑ کرتے ہوں وہ حرام ہیں۔ جیسا کہ مگرمچھ۔[2]

مشروبات کی حلت وحرمت اور اس کی مصالح

دودھ: دودھ انسان کی اولین غذا ہے۔ جب سے انسان کو مویشی پالنے کی سمجھ آئی انہوں نے ان کے دودھ سے فائدہ اٹھانا بھی سیکھ لیا۔ قرآن کریم میں کئی مقامات پر جنت میں دودھ کی ایسی نہروں کا ذکر آیا ہے جن کا ذائقہ کبھی خراب نہیں ہوگا۔ سورۃ النحل میں دودھ کا ذکر اور اس کی صفات کا بیان "ایسا لذیذ دودھ جو پینے والوں کے حلق سے بغیر کسی کوشش سے یا آسانی سے اتر جانے والا ہے" کہ الفاظ سے کیا گیا ہے نبی کریم ﷺ کو دودھ بہت پسند تھا۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کو دودھ پسند تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

5. النسائي، سنن، كتاب الصيد والذبائح، باب ميتة البحر، رقم الحديث: 4355۔
Al-Nasa'i, Sunan, Kitab al-Sayd wal-Dhahayih, Bab Mawtah al-Bahr, Hadith number: 4355

1. البجريمي، سليمان بن محمد بن عمر، تحفة الحبيب علي شرح الحبيب، (بيروت: دار الكتب العلمية، طبعة: 1417 ھ، 1996م)؛ كتاب الحدود، 5: 213.
Al-Bajuri, Sulaiman bin Muhammad bin Umar, Tuhfat al-Habib Ali Sharh al-Habib (Bayrut: Dar al-Kutub al-Ilmiyya, Edition: 1417 H, 1996), Kitab al-Hudud, 5: 213

"اتي ليلة اسري به بإيلياء بقدحين من خمر، ولبن فنظر إليهما، ثم اخذ اللبن، فقال جبريل: الحمد لله الذي هداك للفطرة، ولو اخذت الخمر، غوت امتك"

"جب شب معراج کو نبی کریم ﷺ کو پانی، شراب اور دودھ پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے دودھ کو پسند فرمایا۔ جس پر آپ کے اس فعل کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بہت پسند کیا اور کہا اللہ تعالی کا شکر ہے جس نے آپ کی فطرت پر رہنمائی فرمائی۔ اگر آپ شراب کو منتخب فرماتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔"[1]

آپ ﷺ نے تمام غذاؤں میں صرف دودھ پینے کے بعد اس میں برکت اور اضافہ کی دعا فرمائی کیونکہ آپ کے نزدیک کوئی اور غذا دودھ سے افضل نہیں۔ اس لیے آپ ﷺ نے امت کو اس دعا کی تعلیم بھی فرمائی۔ نبی کریم ﷺ نے جن مختلف جانوروں کا دودھ نوش فرمایا ان میں بکری گائے اور اونٹ شامل ہے۔ ابن قیم طب نبوی ﷺ میں دودھ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بظاہر یہ سادہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ دودھ تین چیزوں یعنی دودھ گھی اور پانی سے مرکب ہوتا ہے۔ اور چکنائی دودھ کا ایک اہم جز ہے۔

"عن ابن عباس رضي الله عنه" ان رسول الله صلى الله عليه وسلم شرب لبنا فمضمض، وقال: إن له دسما"[2]

"ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا پھر کلی کی اور فرمایا کہ اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔"

بکری کا دودھ: لطیف اور معتدل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہمیشہ اپنے پینے کے لئے بکری کے دودھ کو پسند فرمایا۔ بکثرت احادیث مبارکہ آپ ﷺ کے بکری کے دودھ پینے کی روایت کے بارے میں موجود ہیں۔ شیر خوار بچوں کے لیے ماں کے دودھ کے بعد بکری کا دودھ بہترین مانا گیا ہے۔ یہ خشک کھانسی سل و

---

2. البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل ، صحیح البخاری، 4: 1743، رقم الحدیث: 5576
Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, al-Sahih al-bukhari, 4: 1743, Hadith number: 5576

1. مسلم، أبو الحسن، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله ﷺ، الطبعة الخامسة، (بيروت: دار إحياء التراث العربي، 2002م)، رقم الحديث: 358.
Muslim, Abu al-Hasan, Muslim bin al-Hajjaj al-Qushayri al-Nisaburi, Al-Musnad al-Sahih al-Mukhtasar bin Qawl al-Adl an al-Adl ila Rasul Allah ﷺ, 5th Edition (Bayrut: Dar Ihya' al-Turath al-Arabi, 2002 CE), Hadith number: 358.

تپ دق کی کھانسی، پھیپھڑوں کے زخم اور حلق کی خراش میں خاص طور پر فائدہ مند ہے۔ خناق اور مثانہ کی خراش و زخم میں بھی نافع ہے۔ مدقوق مریضوں کے لئے بکری کا دودھ آب حیات سے کم نہیں ہے۔

گائے کا دودھ: رسول اللہ ﷺ نے خود بھی نوش فرمایا اور دوسروں کو اس کے پینے کی تاکید بھی فرمائی ہے۔ گائے کے دودھ اور اس کے مکھن کو دوا اور شفا قرار فرمایا ہے۔

اونٹنی کا دودھ: رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹنی کا دودھ بھی نوش فرمایا اور اس کی افادیت بھی بیان فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالی نے ہر بیماری کیلئے شفا رکھی ہے تمہارے لیے اونٹنی کا دودھ ہے یہ ہر قسم کے درختوں سے چرتی ہے۔" دودھ کی حلت پر سب کا اتفاق ہے بشرطیہ کہ حلال جانوروں کا ہو۔

شہد: اللہ تعالی نے مختلف اشیاء کی تخلیق کی ہے جو انسانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کائنات میں موجود ہیں۔ یہ اشیاء انسانی زندگی کے لئے بے پناہ اہم ہیں۔۔ یوں تو اللہ تعالی کی تمام مخلوقات اپنی اپنی جگہ پر بے مثال ہیں، مگر شہد کی مکھی کی تخلیق اتنی عظیم ہے اور یہ کچھ ایسی امتیازی خصوصیات رکھتی ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود بھی نہ صرف اس کے پختہ اور محکم نظام حیات، اس کے حیرت انگیز صناعی مسلسل، انتھک محنت اور مثالی فرض پر رشک کرتا ہے۔ شہد میں کچھ ایسے خواص رکھے گئے ہیں جو کافی عرصہ تک جدید سائنس کی نظر سے اوجھل رہے۔

قدیم زمانے سے لے کر آج تک شہد سب سے زیادہ پسندیدہ اور قدیم غذا رہا ہے۔ شہد دوسرے کھانوں کے ساتھ ملا کر اور دوسرے کھانے نہ ہونے کی صورت میں اکیلا بھی کھایا جاتا ہے۔ شہد انسانی جسم کو طاقت اور توانائی فراہم کرتا ہے۔ شہد نشاستے کا اہم ذریعہ ہے۔ شہد میں موجود نشاستہ آسانی سے ہضم ہو کر خون میں شامل ہو کر جسم کو توانائی فراہم کرتا ہے۔ نئی تحقیق کے مطابق شہد خون میں شوگر کی مقدار کو برابر رکھنے کے لیے مددگار ثابت ہوتا ہے جو کہ شوگر کی دوسری ادویات کی نسبت بہت بہتر ہے۔

شراب: اسلام سے پہلے عرب کے لوگ بیشمار برائیوں میں ملوث تھے۔ وہیں شراب بھی عام تھی، لوگ کثرت سے شراب پیتے تھے، جب اسلام آیا تو قرآن میں اللہ نے اس کی حرمت کے ساتھ ساتھ اس کے نقصانات کو بھی بیان کیا اور ہمیشہ کے لئے شراب کو حرام کر دیا۔ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ﴾[1]

”وہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال پوچھتے ہیں آپ کہہ دے کہ ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت بڑا ہے۔“

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ ، وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ ، لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ" [2]

”عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نشہ آور چیز شراب ہے، اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جو مر گیا اور وہ شراب پیتا تھا اور اس کا عادی تھا تو وہ آخرت میں اسے نہیں پیئے گا (یعنی جنت کی شراب سے محروم رہے گا)۔“

حرمت شراب کی حکمتیں

- شراب بذات خود ایک نجس شے ہے جو گندگی سے وجود میں آتی ہے۔ اس کا طیب نہ ہونا نفاست اور شرف انسانی کے منافی ہے۔
- شراب انسانی عقل کو ماؤف کر دیتی ہے جس کی وجہ سے اس کا اپنے اعمال پر اختیار ختم ہو جاتا ہے۔ نیکی و بدی کی پہچان جو اس کو ودیعت کی گئی ہے، کھو بیٹھتا ہے اور اکثر اوقات احکام شریعت میں اوامر و نواہی کی حدود سے تجاوز کا مرتکب بھی ہو جاتا ہے، لہٰذا ایسی چیز سے اجتناب عقل سلیم کا تقاضا بھی ہے۔
- شراب کو قرآن حکیم میں شیطانی عمل قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ اللہ کے ذکر اور نماز سے روکنے والی چیز ہے

---

1. القرآن الحکیم، 2: 219
Al-Quran Al Hakeem 2:219

2. ابو داود، سليمان بن أشعث، سنن أبي داود، كتاب الأشربة، باب في تحريم الخمر، رقم الحديث: 3673۔
Abu Dawood, Sulaiman bin Ash'ath, Sunan Abi Dawood, Kitab al-Ashruba, Bab fi Tahreem al-Khamr, Hadith number: 3673

- شراب نہ صرف اپنے پینے والے افراد میں مختلف مُہلک اور خطرناک بیماریوں کا باعث بنتی ہے بلکہ والدین کی شراب نوشی کی وجہ سے بچے تک مختلف امراض میں مبتلا پیدا ہو جاتے ہیں۔
- اس کے علاوہ شراب کے بے شمار معاشی، معاشرتی اور طبی نقصانات ہیں جو کسی تفصیل اور دلیل کے محتاج نہیں ہیں۔

عواقب تحقیق

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تخلیق فرمانے کے بعد شعور جیسی عظیم الشان نعمت سے نوازا۔ نا صرف انعامات سے نوازا بلکہ ساتھ ساتھ حلال و حرام کی پہچان بھی کروائی۔ اسلام میں ماکولات اور مشروبات کی حلت و حرمت میں انسانوں کی نفائس طبع، عظمت و شرف اور روحانی اور جسمانی ضروریات کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ حرام کردہ اشیاء میں نہ صرف جسمانی بلکہ روحانی و اخلاقی مضمرات بھی موجود ہوتے ہیں لہٰذا خدا تعالیٰ کی بیان کردہ ہدایات کے مطابق اکل و شرب اختیار نہ کیا جائے تو انسان نہ صرف جسمانی لحاظ سے اذیتوں اور پریشانیوں سے گزر سکتا ہے بلکہ اپنے متعین کردہ مقصد سے ہٹ سکتا ہے جو کہ انسان کی تباہی اور تنزلی کا موجب بھی ہو سکتا ہے۔ اس لحاظ سے اسلامی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ جمادات تمام کے تمام حلال اور پاکیزہ ہیں۔ اگر جمادات میں سے کسی چیز کو کھانے سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو یا اس میں کسی بھی قسم کا نشہ پایا جائے تو اس کا کھانا پینا جائز نہیں ہے۔ ماکول اللحم جانور کے اجزاء میں سے بہتا ہوا خون، نر اور مادہ کی پیشاب گاہ، غدود، مثانہ، پتا اور خصیتین وغیرہ کا کھانا حرام ہے۔ باقی تمام اجزاء کا کھانا حلال ہے۔ اسی طرح پانی کے جانور بالخصوص مچھلیاں اور پر والے جانور جائز قرار دیے گئے ہیں۔ جہاں تک حشرات کا تعلق ہے تو ماسوائے ٹڈی کے تمام ناجائز و حرام قرار دیے گئے ہیں۔ اسلام میں سبزیوں اور پھلوں کو حلال قرار دیا گیا ہے بشرطیکہ ان میں کیڑے موجود نہ ہوں۔ پنیر کو صرف اس صورت میں جائز اور حلال کر تصور کیا گیا ہے جب یہ حلال چیزوں سے اخذ کیا گیا ہو۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ خنزیر کو تمام سماوی ادیان میں حرام قرار دیا گیا ہے اور جس کی مصلحت سائنسی تحقیق سے واضح طور پر عیاں ہے۔ الکوحل یعنی شراب کو اسلام میں حرام قرار دیا گیا ہے۔ دیگر مذاہب کی بانسبت اسلام میں اکل و شرب کے احکامات وقتی کے بجائے دائمی ہیں۔ اس کی قابل فکر وجہ یہ ہے کہ آداب اکل و شرب کا تذکرہ مختصر اور تفصیل دونوں سے موجود ہے۔ اسلام کا امتیاز یہ ہے کہ اسلام نے تکلفات کی بجائے سادگی کو فروغ دیا ہے یہی وجہ ہے کہ سائنس بھی اکل و شرب سے متعلق اسلامی

احکامات کی تشریح اور تصدیق کرتی ہے۔

سفارشات

- غلبہ گمان کی بنیاد پر حلت و حرمت کا اصول شریعت میں معتبر مانا جاتا ہے۔ مگر اپنے کسی شک یا وہم کو مد نظر رکھتے ہوئے حلال کو حرام یا حرام کو حلال ماننا درست نہیں ہے۔
- حلال اور حرام اجزاء سے تیار ہونے والی غذاؤں اور دواؤں کے متبادل ذرائع کو بروئے کار لانے کی حکمت عملی کو اپنانا مذہبی تقاضا ہے۔
- حلال فوڈ اتھارٹی کے اداروں کو چاہیے کہ حلال اشیاء کے کے فروغ کے لیے مذہبی پالیسیوں پر عمل کریں۔ اور اس مقصد کے لیے سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، مساجد اور مدارس میں مختلف پروگرام منعقد کرائیں۔